لازوال

اداریہ

تعلیم کا زوال اور سیاستدانوں کی منافقت!

تعلیم کسی بھی معاشرے کی ترقی اور استحکام کی بنیاد ہے، مگر بدقسمتی سے جموں وکشمیر میں تعلیم بالخصوص سرکاری اسکولوں کی صورتحال ایک سنجیدہ مسئلہ بنی ہوئی ہے۔ سب سے زیادہ حیرت انگیز امر یہ ہے کہ ہمارے سیاستدان، چاہے وہ حکمران جماعت سے ہوں یا حزب اختلاف سے، نجی تعلیمی اداروں پر سوال تو اٹھاتے ہیں، لیکن عملی اقدامات کی بجائے وہی سیاستدان نجی اسکولوں کی تقریبات میں بطورِ مہمانِ خصوصی شرکت کرکے ان اداروں کی اہمیت میں اضافہ کرتے ہیں۔ اس سے بھی زیادہ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ ان کے اپنے بچے بڑے نجی اسکولوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں، جبکہ عام آدمی کو سرکاری تعلیمی اداروں کی زبوں حالی کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔

سرکاری اسکولوں کے نتائج عام طور پر نجی اسکولوں سے بہتر ہوتے ہیں کیونکہ یہاں اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ، لیکچررز اور ماہرین تعلیم تعینات ہوتے ہیں، لیکن حکومتی عدم توجہی کے سبب یہ ادارے بنیادی سہولیات سے محروم ہیں۔ اسکولوں میں اساتذہ کی کمی، بنیادی ڈھانچے کا فقدان، لیبارٹریز اور لائبریریوں کی عدم موجودگی، پینے کے پانی اور بیت الخلا جیسی بنیادی ضروریات کا نہ ہونا، یہ سب وہ مسائل ہیں جو سرکاری تعلیمی اداروں کو کمزور کر رہے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حکومت اور اپوزیشن کے ارکان خاص طور پر قانون سازیہ کے ممبران اپنی ذمہ داری کا احساس کریں اور سرکاری اسکولوں کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے عملی اقدامات کریں۔ سرکاری اسکولوں میں خالی اساتذہ کی اسامیاں فوری طور پر پُر کی جائیں، تعلیمی بجٹ میں اضافہ کیا جائے اور جدید سہولیات سے آراستہ کیا جائے تاکہ یہاں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ نجی اسکولوں کے ہم پلہ تعلیمی مواقع حاصل کرسکیں۔

معاشرے کو بھی اپنی ذمہ داری نبھانی ہوگی۔ اگر اساتذہ، سرکاری ملازمین، اور عام شہری اپنے بچوں کو سرکاری اسکولوں میں داخل کرائیں تو ان تعلیمی اداروں پر عوام کا اعتماد بحال ہوگا اور تعلیمی معیار میں بہتری آئے گی۔ جب ایک استاد کا اپنا بچہ اسی اسکول میں تعلیم حاصل کرے گا جہاں وہ خود پڑھاتا ہے، تو نہ صرف تعلیمی ماحول میں بہتری آئے گی بلکہ والدین اور طلبہ کا اعتماد بھی بڑھے گا۔ وقت آ گیا ہے کہ ہم اس منافقت کا خاتمہ کریں اور تعلیمی نظام میں ایسی اصلاحات لائیں جو سب کے لیے مساوی مواقع فراہم کریں۔ اگر حکومت اور معاشرہ مل کر اس مسئلے پر سنجیدگی سے توجہ دیں تو جموں وکشمیر میں سرکاری اسکولوں کا معیار کسی بھی نجی تعلیمی ادارے سے کم نہیں ہوگا۔

مسلمانوں کے خلاف نفرت کا سیلاب، ملک ایک اور تقسیم کی راہ پر!

'حکومت کفر کے ساتھ تو قائم رہ سکتی ہے مگر ظلم و نا انصافی کے ساتھ قائم نہیں رہ سکتی' یہ قول دراصل خلیفہ رابع، داماد رسول حضرت علی المرتضیٰ کی جانب منسوب ہے، ہندوستان میں ان دنوں اقلیتوں اور خاص طور سے مسلمانوں کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے اور جو سلوک کیا جارہا ہے، اس پس منظر میں حضرت علی رض اللہ عنہ کے اس قول کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے، ہندوستان بھر میں مسلمانوں کے خلاف گذشتہ کچھ برسوں سے نفرت وتعصب کی آندھی آئی ہوئی ہے اور یہ اسوقت عروج پر ہے، اب ملک میں مسلمانوں کے لئے پانی سر سے اونچا ہوتا جارہا ہے اور انھیں غلام بنانے کی پوری کوشش کی جارہی ہے، یہ حقیقت ہے کہ ظلم وبربریت کے ساتھ کوئی بھی ملک زیادہ دیر تک باقی نہیں رہ سکتا اور نہ اسے ٹوٹنے سے بچایا جاسکتا ہے، آج بھارت کے جو حالات ہیں اسے سمجھنے کے لئے امریکی تھنک ٹینک کی یہ حالیہ رپورٹ پڑھئے

بھارت میں مسلم مخالف نفرت انگیز تقاریر میں 74 فیصد اضافہ، مسلمان بڑا ہدف بن گئے، ایک امریکی تھنک ٹینک نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ بھارت میں ملک کی مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنانے والی نفرت انگیز تقاریر میں 2024 میں حیران کن اضافہ ہوا ہے، اس رپورٹ نے 220 ملین سے زیادہ مسلم آبادی کو اپنے مستقبل کے بارے میں بے چین کردیا ہے، غیر ملکی خبر رساں ادارے کی رپورٹ کے مطابق انڈیا ہیٹ لیب (آئی ایچ ایل) نے ایک رپورٹ میں کہا کہ یہ خطرناک اضافہ حکمران بی جے پی اور وسیع تر ہندو قوم پرست تحریک کے نظریاتی عزائم کے ساتھ گہرا تعلق ہے، گزشتہ سال بھارت میں انتخابات کے دوران ناقدین اور انسانی حقوق کی تنظیموں نے وزیراعظم نریندر مودی اور ان کی جماعت بی جے پی پر ہندو اکثریت کو متحرک کرنے کے لئے مسلمانوں کے خلاف بیان بازی کو غیر معمولی سطح تک بڑھانے کا الزام لگایا، ناقدین کے مطابق ان بیانات کا مقصد ہندو اکثریت کو متحرک کرنا تھا، مودی نے اپنی ریلیوں میں مسلمانوں کو ×گھس پیٹھیا، (دراندار) کہا اور یہ دعویٰ کیا کہ اگر اپوزیشن جماعت کانگریس اقتدار میں آئی تو وہ ملک کی دولت مسلمانوں میں تقسیم کردے گی، آئی ایچ ایل کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مذہبی اقلیتوں کو نشانہ بنانے والی نفرت انگیز تقاریر کے واقعات کی تعداد 2023 میں 668 سے بڑھ کر 2024 میں 1165 ہوگئی، جس میں حیرت انگیز طور پر 74 فیصد اضافہ ہوا، رپورٹ کے مطابق 98.5 فیصد نفرت انگیز تقاریر میں مسلمانوں کو نشانہ بنایا گیا، جن میں سے دوتہائی سے زیادہ واقعات بی جے پی یا اس کی اتحادی حکومتوں کے زیر کنٹرول ریاستوں میں پیش آئے، رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ چونکہ 2024 عام انتخابات کا سال تھا اس لئے اس نے نفرت انگیز بیانات کے رجحانات کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کیا، تحقیق کے مطابق 98.5 فیصد نفرت انگیز تقاریر مسلمانوں کے خلاف کی گئیں اور ان میں سے دوتہائی سے زائد بیانات ان ریاستوں میں دیئے گئے جہاں بی جے پی یا اسکے اتحادیوں کی حکومت ہے، رپورٹ میں انکشاف کیا گیا کہ سب سے زیادہ خطرناک اضافہ ان تقاریر میں ہوا جن میں عبادت گاہوں کو منہدم کرنے کی حمایت کی گئی، رپورٹ کے مطابق بی جے پی رہنماؤں نے 450 سے زائد نفرت انگیز تقاریر کیں، جن میں سے 63 خود مودی کی تھیں، رپورٹ میں کہا گیا کہ مسلمانوں کو خاص طور پر ہندوؤں اور بھارتی قوم کے لئے حقیقی خطرے کے طور پر پیش کیا گیا اور سب سے زیادہ خطرناک اضافہ ان تقاریر میں ہوا جن میں عبادت گاہوں کو منہدم کرنے کی حمایت کی گئی، ہندو بالا دستی کے حامیوں نے مسلمانوں سے مذہبی مقامات واپس لینے کے مطالبے کو مزید شدت دی، یہ

سرفراز احمد قاسمی

رجحان اسوقت مزید بڑھ گیا جب وزیراعظم مودی نے گزشتہ سال کے انتخابات سے قبل ایودھیا میں عظیم الشان رام مندر کا افتتاح کیا، یہ مندر اس جگہ تعمیر کیا گیا ہے، جہاں صدیوں پرانی بابری مسجد موجود تھی، جسے ہندو شدت پسندوں کے ہجوم نے 1992 میں شہید کردیا تھا، انڈیا ہیٹ لیب کے تجزیے کے مطابق نفرت انگیز مواد پھیلانے کے لئے فیس بک، یوٹیوب اور ایکس سب سے بڑے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز رہے اور انتخابات کے دوران بی جے پی کے بڑے رہنماؤں کی 266 اقلیت مخالف نفرت انگیز تقاریر کو یوٹیوب، فیس بک اور ایکس پر بیک وقت پوسٹ کیا گیا، یہ تقاریر بی جے پی اور اسکے رہنماؤں کے آفیشل اکاؤنٹ کے ذریعے شیئر کی گئیں، انڈیا ہیٹ لیب، واشنگٹن میں قائم سینٹر فار دی اسٹڈی آف آرگنائزڈ ہیٹ (سی ایس او ایچ) کا حصہ ہے، جو ایک غیر منافع بخش تھنک ٹینک ہے۔

کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کثرت میں وحدت کا وہ خوبصورت چمن ہے جہاں مختلف مذاہب کے لوگ اپنی تہذیب، ثقافت اور زبانوں کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ برسہا برس سے مل جل کر رہتے آئے ہیں، اس ملک کا عظیم ورثہ گنگا جمنی تہذیب ہے جو نہ صرف ہندو اور مسلم ثقافتوں کے حسین امتزاج کی نمائندگی کرتا ہے، بلکہ اس کی جڑیں اس ملک کی صدیوں پرانی تاریخ میں بھی پیوست ہیں لیکن بدقسمتی سے حالیہ برسوں میں کچھ طاقتیں اس گنگا جمنی تہذیب کی فطری ہم آہنگی کو نقصان پہنچانے کی مسلسل کوششیں کررہی ہیں، حکمراں پارٹی کے قائدین کی جانب سے آئے دن کچھ نہ کچھ اشتعال انگیزی کرتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف ملک بھر میں نفرت کے ماحول کو گرم کرنے کی سازشوں کا سلسلہ معمول کی بات بن چکی ہے، خاص طور پر عیدوں اور تہواروں کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریر کرنا اب عام ہوگیا ہے، جس کی ایک تازہ مثال ہولی تہوار بھی ہے، ہولی کے موقع پر مسلمانوں کے خلاف نفرت انگیز مہم چلانا اور برادران وطن کو ان کے خلاف اکسانے والے بیانات دینا ایک انتہائی افسوسناک اور غیر جمہوری عمل ہے، آج کے دور میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی اور یکجہتی نفرت کی بھینٹ چڑھتی جارہی ہے، مسلمانوں کے خلاف نفرت کا سیلاب ملک کو ایک اور تقسیم کی جانب لے جارہا ہے، ایک وقت تھا جب وطن عزیز میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے لوگ ایک دوسرے کے تہواروں میں شریک ہوتے اور ایک دوسرے کے عقائد کا احترام کرتے تھے، ہندو مسلم کے فرق سے بالاتر ہو کر لوگ دیوالی، ہولی اور دیگر مذہبی تہواروں میں شریک ہوتے تھے اور ایک دوسرے کے ساتھ خوشیاں بانٹتے تھے، محبت کے رشتے کو مضبوط کرتے تھے لیکن آج یہ سب ماضی کی یادیں بن کر رہ گئے ہیں، ہندوستان میں مختلف تہوار اور رنگ برنگی تہذیبیں صرف مذہبی مواقع نہیں تھے بلکہ یہ باہمی تعلقات کو مضبوط کرنے کا اہم ذریعہ تھے، ایک دوسرے کے مذہبی و ثقافتی معاملات کا احترام کرنا ہماری قدیم روایات کا حصہ تھا، ان تہواروں کے دوران ایک دوسرے کے ساتھ مسکراہٹیں اور خوشیاں بانٹنا ہماری جمہوریت اور ثقافت کی خوبصورتی تھی جسے اب بالکل ختم کردیا ہے، اتر پردیش سے لے کر اتراکھنڈ، مدھیہ پردیش اور بہار سے لے کر دلی، گجرات اور مہاراشٹر تک ہر جگہ تعصب، تنگ نظری اور اقلیتوں کے خلاف نفرت انگیز بیانیے کا سیلاب پورے ملک میں جاری ہے، جس کا مقصد مسلمانوں کو ہراساں کرنا اور ان کے مذہبی جذبات کو مجروح کرنا ہے، بی جے پی حکومت کی سربراہی میں اقلیتوں اور مسلمانوں کے ساتھ جو رویہ اپنایا جارہا ہے وہ ریاست کے آئینی اصولوں کی سریح خلاف ورزی ہے، یوپی کے وزیراعلیٰ یوگی کی قیادت میں پولیس اور انتظامیہ کا طرز عمل بھی یہی ظاہر کرتا ہے کہ مسلمانوں کو دوسرے درجے کے شہری کے طور پر دیکھا جارہا ہے، سنبھل کے پولیس افسر کا یہ کہنا کہ جو لوگ ہولی کے رنگوں سے پریشان ہیں وہ گھروں میں رہے، ایک سرکاری عہدے دار کے لئے انتہائی غیر ذمہ دارانہ اور اشتعال انگیز بیان ہے، اس کا مقصد مسلمانوں کو یہ باور کروانا ہے کہ انہیں اپنی مذہبی آزادی کے اظہار کے لئے اس ملک میں کوئی جگہ نہیں دی جاسکتی، یوپی کے وزیر گھو راج سنگھ کا یہ بیان کہ مسلمان مرد ہولی کے دوران ترپال کے حجاب پہنیں، اتر پردیش کے بلیا میں کیتلی سنگھ کا یہ بیان کہ مسلمانوں کے لئے میڈیکل کالج میں علیحدہ عمارت ہونی چاہئے، ایک نئی قسم کی تفریق اور نسلی عصبیت کو جنم دیتا ہے جو درحقیقت مذہبی ہم آہنگی کو ختم کرنے اور تقسیم کی خلیج کو گہرا کرنے کی دانستہ کوشش ہے، بلیا کے بانس ڈیہہ سے خاتون رکن قانون ساز اسمبلی کا یہ بیان واضح کرتا ہے کہ بی جے پی حکومت کے نمائندے علیحدگی پسندانہ نظریات کو فروغ دینے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے، یہ محض زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ ایک خطرناک رجحان کی نشاندہی کرتا ہے جسکے نتائج نہایت بھیانک ہوسکتے ہیں، اتر پردیش میں جس طرح مسلمانوں کے خلاف زہر اگلا جارہا ہے وہ ایک ایسی سیاسی حکمت عملی کا حصہ ہے جو اقلیتوں کو دبانے اور انہیں بے یار ومددگار بنانے کے ایجنڈے پر کاربند ہے، یوگی حکومت نے متعدد مواقع پر یہ ثابت کیا ہے کہ وہ اکثریتی طبقے کے انتہا پسند عناصر کو خوش کرنے کے لئے کسی بھی حد تک جاسکتی ہے، بی جے پی کا ایجنڈا صرف سیاسی فائدے کے لئے مذہبی منافرت کو ہوا دینا ہے، یہی وجہ ہے کہ جب کوئی پولیس افسر یا کوئی وزیر اقلیتوں کے خلاف متعصبانہ بیان دیتا ہے تو حکومت اسے خاموش کروانے کے بجائے اس کے دفاع میں کھڑی ہوجاتی ہے، سنبھل پولیس افسر کا بیان اور یوگی آدتیہ ناتھ کا اس کی حمایت کرنا اسی پالیسی کا تسلسل ہے، مسلمانوں کو گھروں میں قید کرنے اور انہیں ان کی مذہبی آزادی سے محروم کرنے کی کوشش درحقیقت ایک ایسے ماحول کی تیاری ہے جہاں مسلمانوں کو نفسیاتی طور پر کمزور کیا جاسکے یہ معاملہ محض زبانی بیانات تک محدود نہیں بلکہ ان کے عملی اثرات بھی مرتب ہورہے ہیں مختلف علاقوں میں مساجد کے اماموں کو مجبور کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے نماز جمعہ کے اوقات میں تبدیلی کریں تاکہ ہولی کی رنگ رلیاں بے روک ٹوک جاری رہ سکیں، سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ملک کا آئین تمام شہریوں کو مساوی حقوق فراہم کرتا ہے تو پھر ایک مخصوص طبقے سے یہ مطالبہ کیوں کیا جارہا ہے کہ وہ اپنے مذہبی فرائض کو ثانوی حیثیت دے اگر یہی رویہ برقرار رہا تو مستقبل میں کیا کوئی بھی اقلیتی کمیونٹی اپنے مذہبی آزادی کو محفوظ سمجھ سکے گی؟ مسئلہ صرف مسلمانوں تک محدود نہیں بلکہ اس طرز حکمرانی سے پورے ہندوستانی سماج کی سالمیت کو خطرہ لاحق ہوچکا ہے، اگر آج مسلمانوں کو الگ کالج، الگ ہسپتال، الگ لباس، اور الگ عبادات کے اصول تھوپے جارہے ہیں تو کل کسی اور اقلیت کو نشانہ بنایا جائے گا، ہندوستانی معاشرے میں فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے بیانات پر سخت قانونی کارروائی کی جائے مگر جب ریاستی حکومت خود ان نظریات کو ہوا دے رہی ہو تو عدل و انصاف کی امید رکھنا محض خام خیالی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

بھارت میں مسلمان ایک معاہدے کے تحت ہے، اس ملک میں یگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں کا اشتراک ایک معاہدے کی حیثیت رکھتا ہے، اسی معاہدے کے نتیجے میں بھارت کا سیکولر دستور مرتب کیا گیا، آزادی کے بعد جب یہ ملک تقسیم ہوا تو اسوقت مسلم لیڈران نے اندیشے ظاہر کئے تھے لیکن ہم سے کہا گیا اور وعدہ کیا گیا کہ اس ملک میں آپ کو مکمل آزادی حاصل ہوگی، آپ بلاروک ٹوک اپنے مذہب پر عمل کرتے ہوئے زندگی گذار سکیں گے، تمام بنیادی حقوق آپ کو حاصل ہونگے لیکن آج ملک میں کیا ہورہا ہے؟ نہ یہاں مسلمانوں کو انصاف مل رہا ہے نہ آزادی مل رہی ہے، نہ دستور میں دیئے گئے حقوق مل رہے ہیں ایسے میں ہمارے پاس کونسا راستہ بچتا ہے؟ ملک کے حالات جب اتنے سنگین ہوچکے ہیں تو پھر یہاں مسلمانوں کا مستقبل کیا ہے؟ ملک کی جو حقیقت ہے اسے تسلیم کرنا پڑے گا، جب غریب اور امیر کے لئے الگ الگ نظام ہو، ملک میں عدل وانصاف کا جنازہ نکالا جارہا ہو، عدل فروخت ہونے لگے، انصاف عنقاء ہوجائے لوگوں کا اعتماد عدلیہ سے ختم ہونے لگے تو ہمیں یہ اعتراف کرنا ہوگا کہ ملک انتہائی مشکل حالات سے گذر رہا ہے، دانشور، سمجھدار اور سنجیدہ لوگوں کو ضرور ان حالات کا جائزہ لیکر اسکا سدباب کرنا چاہئے تاکہ ملک متحد اور مضبوط رہے، آج جب مسلم تنظیمیں وقف بل کے خلاف آواز اٹھارہی ہیں اور تحریک چلارہی ہیں تو انھیں پوری قوت کے ساتھ یہ سوالات بھی اٹھانا چاہئے، بھارت کی عدلیہ اور سول سوسائٹی پر بھی یہ بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اس بڑھتی ہوئی فرقہ پرستی کے خلاف مضبوط آواز اٹھائیں اور اقلیتوں کو تحفظ فراہم کریں، اگر اس روش کو نہ بدلا گیا اور اس میں سدھار نہ لایا گیا تو ملک کو ایک اور تقسیم سے کوئی نہیں روک سکتا، اس طرح کی چیزیں ملک کے جمہوری ڈھانچے کو کھوکھلا اور منتشر کردے گی اور وہ ہندوستان جو کبھی اپنے سیکولرازم اور کثرت میں وحدت پر فخر کرتا تھا ایک تنگ نظر اور انتہا پسند ریاست میں تبدیل ہو جائے گا، بھارت کے لوگوں کو یہ یاد رکھنا ہوگا کہ ہندوستان کی اصل طاقت اس کی گنگا جمنی تہذیب میں ہے، جہاں ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر احترام اور محبت کے ساتھ رہتے ہیں اور ایک دوسرے کے تہواروں میں شرکت کرتے ہیں یہی ہندوستان کا حقیقی چہرہ ہے، اگر یہ سب ختم ہوگیا تو یہ ملک کی بڑی بدقسمتی ہوگی اور پھر ملک کے مستقبل کی کوئی گارنٹی نہیں دی جاسکتی ہے، مسلمان اگر زندہ قوم ہے تو پھر انھیں پوری مضبوطی کے ساتھ ثابت کرنا ہوگا کہ ہم ابھی زندہ ہیں اور اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے سرگرم بھی۔

رمضان ہے: کہیں سفید پوشی کا بھرم ٹوٹ نہ جائے!!

رمضان کا مہینہ عبادت وریاضت کا مہینہ ہے نیکیوں کا موسم بہار ہے، خوش دلی و خوش مزاجی کا مہینہ ہے، احساس و جذبات و احترام کا مہینہ ہے خوش رہنے اور خوشیاں بانٹنے کا مہینہ ہے، غرباء ومساکین کے گھروں میں چراغ روشن کرنے کا مہینہ ہے، کمزوروں کو سہارا دینے کا مہینہ ہے، ہمسایوں کی حوصلہ افزائی کا مہینہ ہے ذکر واذکار سے مساجد کو آباد کرنے کا مہینہ ہے سحری و افطار کے دسترخوان سجانے کا مہینہ ہے اور اس دسترخوان پر غریبوں، یتیموں اور مسکینوں کو بیٹھا کر روزہ افطار کرانے کا مہینہ ہے

،، رمضان کی ساری خوشیاں اگر ہم صرف اپنے اوپر نچھاور کریں تو گویا ہم نے رمضان کے مقاصد کو نہیں سمجھا

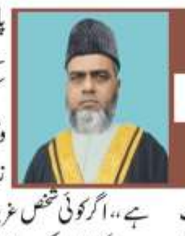
جاوید اختر بھارتی

رمضان کا اصل مقصد تو یہ ہے کہ ہر شخص کو اس بات کا خیال رہے کہ سحری و افطار کے وقت کوئی بھوکا نہ رہے،، رمضان کے مہینے میں شہر ہو یا دیہات، چھوٹا علاقہ ہو یا بڑا علاقہ ہر جگہ بازاروں میں چہل پہل بڑھ جاتی ہے، پھل فروٹ کی دکانیں بڑی تعداد میں لگ جاتی ہیں اور لوگ اپنی اپنی وسعت کے اعتبار سے سحری و افطار کا انتظام بھی کرتے ہیں ان میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو سحری و افطار کے انتظامات اپنے لئے کرتے ہیں تو دوسروں کے لئے بھی کرتے ہیں اور کرنا بھی چاہئے اور جو لوگ کررہے ہیں یقیناً وہ بہت خوش قسمت لوگ ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں عمر دراز عطا فرمائے اور ان کے بازوؤں میں طاقت عطا فرمائے اور دل کھول کر راہ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین،،۔

یہ دنیا ہے ہزاروں رنگ بدلتی ہے اور انسانوں کا وقت بھی بدلتا رہتا ہے اگر کسی کے پاس دولت کا انبار لگا ہے تو وہ یہ سوچ کر فخر نہ کرے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے بہت زیادہ خوش ہے اور راضی ہے،، اگر کوئی شخص غریب ہے تو وہ بھی یہ نہ سوچے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ مجھ سے ناراض ہے اس لئے اس نے ہمیں غریب مزدور بنایا ہے نہیں ہرگز نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ دولت دے کر بھی آزماتا ہے اور غربت دے کر بھی آزماتا ہے وہ کسی کو کچھ دینا چاہے تو پوری دنیا مل کر اسے روک نہیں سکتی اور جسے نہ دینا چاہے تو پوری دنیا مل کر بھی اسے دے نہیں سکتی،، قارون کے پاس بڑی دولت تھی لیکن جب اس نے اللہ کی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے خزانہ سمیت اسے زمین میں دھنسا دیا اور پوری دنیا مل کر بھی اس بدبخت قارون کو زمین میں دھنسنے سے نہیں روک سکی، فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دشمن لیکن اللہ نے حضرت موسیٰ کی پرورش خود فرعون کے محل میں کرائی اور وہ بھی وقت آیا کہ فرعون کو دولت کا گھمنڈ تھا، بادشاہت وحکومت اور طاقت کا گھمنڈ تھا نتیجہ یہ ہوا کہ دریائے نیل میں اللہ نے راستہ پیدا کردیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لشکر پار ہوگیا اور جب فرعون کا لشکر اس راستے پر دونوں ساحل کے بیچ پہنچا تو اللہ نے وہ راستہ ختم کردیا دریا کا پانی مل گیا اور فرعون کا لشکر دریا میں غرق ہوگیا اور پوری دنیا مل کر بھی فرعون کے لشکر کو دریا میں غرق ہونے سے نہیں بچا سکی ،، اس لئے یاد رکھنا چاہئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ دولت سے مالا مال کرنے پر قادر ہے تو چھڑی ادھیڑنے پر بھی قادر ہے ،، اس لئے ہم آپ مالدار ہیں تو بھی اللہ کا شکر ادا کریں اور غریب ہیں تو بھی اللہ کا شکر ادا کریں یعنی ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا ضروری ہے ،، زندگی میں بار بار رمضان المبارک کا مہینہ نصیب ہو پھر بھی مسلمانوں کے اندر انقلاب نہ آئے تو بدنصیبی کی ہی بات ہے ،، جس مہینے میں سنن ونوافل کا درجہ فرض کے برابر ہوجائے، ایک فرض ستر فرض کے برابر ہوجائے اور یہ عظیم الشان آفر اللہ رب العالمین کی جانب سے ہو اس کے باوجود بھی بندہ اس مہینے میں کوئن اور پوائنٹ تلاش کرے، انگلیوں سے کیرم بورڈ کی گوٹیاں کھسکائے تو بدنصیبی ہی نہیں بلکہ بدنصیبی در بدنصیبی کی بات ہے ،، ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس خیر وبرکت کی برسات میں نہائے یعنی اس ماہ مبارک میں اپنے آپ کو سرخرو بنائے، اپنے خیالات واحساسات اور تصورات کو پاکیزہ بنائے ،، زید ایک پولیس آفیسر ہے روڈ پر کھڑا گاڑیوں کی چیکنگ کررہا ہے بڑا سخت دل ہے ایک نوجوان کا گذر ہوتا ہے تو اسے روکتا ہے گاڑی کے کاغذات دیکھتا ہے، جیبوں کی تلاشی لیتا ہے جب وہ پوری طرح صحیح ثابت ہوتا ہے تو اسے ڈانٹ کر بھگا دیتا ہے اتنے میں ستر سال کا ایک بندہ گاڑی چلاتے ہوئے آتا ہے تو اسے زبردستی روکتا ہے گاڑی کے کاغذات مانگتا ہے وہ جواب دیتا ہے کہ گاڑی میرے مالک کی ہے میں ایک مزدور اور غریب آدمی ہوں زید اسے ڈانٹتا ہے اور کہتا ہے کہ تمہاری جیب میں جو کچھ ہے اسے نکالو تو وہ نہیں نکالتا ہے تو وہ زید پولیس آفیسر زبردستی اس بوڑھے کی جیب میں ہاتھ ڈال دیتا ہے اور ایک پلاسٹک کی تھیلی برآمد ہوتی ہے جس میں پھل فروٹ ہوتے ہیں وہ بھی سڑے اور گلے ہوئے اب اس پولیس آفیسر کا دل پسیجتا ہے اور کہتا ہے کہ اے چاچا یہ سڑے گلے فروٹ کہاں لے جارہے ہو اس سے تو بدبو آرہی ہے کون اسے کھائے گا ارے جو کھائے گا اس کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے اس سے بیماری پھیل سکتی ہے،، اب وہ بوڑھا شخص کہتا ہے کہ آج میری بچیاں ضد کررہی تھیں کہ بابا فروٹ لے کر آنا اور میری اتنی آمدنی نہیں ہے کہ دوسو ڈھائی سو روپے کلو کا فروٹ خرید سکوں تو میرے مالک نے اپنی فریج سے یہ پھل فروٹ نکال کر کہا کہ اے بکر: چاچا اس سڑے گلے فروٹ کو کوڑے دان میں پھینک دو میں جب پلاسٹک کی تھیلی اپنے ہاتھوں میں لیا تو میری آنکھوں میں آنسو آگئے پھر میں نے سوچا کہ اس میں سے چیک کروں جو تھوڑا بہت اچھا ہوگا اسے الگ الگ کرکے اپنے گھر لے جاؤں گا اور اپنی بچیوں کو دوں گا،، پھر پولیس آفیسر پوچھتا ہے کہ جب جیب میں کوئی غلط چیز نہیں تھی تو پھر تلاشی کے لئے تیار کیوں نہیں تھے تو اس بوڑھے شخص نے کہا کہ صاحب آج کے دور میں بہت کچھ چھپانا پڑتا ہے لوگوں کے درمیان ہنسنا تو تنہائی میں رونا پڑتا ہے اس لئے کہ کبھی کہیں اداس بیٹھے رہنے کا اتفاق ہوتا ہے تو غیروں کو چھوڑیئے اپنے قریبی بھی نگاہ کرم بچائے ہوئے گذر جاتے ہیں۔

اس لئے میں سوچا کہ جلدی سے میں بھی گذر جاؤں اور آپ مجھے روک نہ پائیں تاکہ میری سفید پوشی کا بھرم بھی ٹوٹنے سے بچ جائے لیکن آپ نے زبردستی کی وردی کا رعب اور دبدبے کا استعمال کیا بالآخر میری سفید پوشی کا بھرم ٹوٹ ہی گیا اتنا سننا تھا کہ وہ پولیس آفیسر بھی رو پڑتا ہے اس بوڑھے شخص کی فروٹ کی تھیلی پھینک دیتا ہے اور اسے گلے لگاتا ہے اور اپنی آنکھوں سے بھی آنسو برساتا ہے اور اپنے گھر کے لئے جو بھی افطاری کا سامان لے کر رکھا تھا وہ سب اس بوڑھے شخص کو دیدیتا ہے اور کہتا ہے کہ وعدہ کرو کہ روزانہ بعد نماز عصر مجھ سے ملاقات کروگے اس بوڑھے شخص نے وعدہ کیا اور اپنے گھر کے لئے روانہ ہوگیا،، اب پولیس آفیسر کا معاون اس کا ہمراہی پوچھتا ہے کہ سر: آپ نے اس سے روزانہ ملاقات کرنے کا وعدہ کیوں لیا ہے تو وہ آفیسر جواب دیتا ہے کہ کل سے روزانہ اپنے گھر کے ساتھ اس بوڑھے چاچا کے گھر کے لئے بھی افطاری کا سامان لینا ہے اور اس چاچا کے آنے پر انہیں دینا ہے اسی وجہ سے روزانہ ملاقات کا وعدہ لیا ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ ہماری اس نیکی کو قبول کرلے ہماری یہ ادا پاک پروردگار کو پسند آجائے تو ہمارا بیڑہ پار ہوجائے گا۔